قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 05 فروری 2022ء | 03 رجب 1443 ہجری قمری | 05 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:31

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡہُ ؕ

(سورۃ البقرۃ 283)

ترجمہ: اے ایمان دارو! جب تم ایک دوسرے سے کسی ایک مقررہ میعاد کے لیے قرض لو تو اسے لکھ لو

فرمان خلیفہ وقت

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم ایک معین مدت کے لیے قرض کالین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اب یہ دیکھیں کتنا خوبصورت حکم ہے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں بڑا اعتبار ہے کیا ضرورت ہے لکھنے کی۔ ہم تو بھائی بھائی کی طرح ہیں لکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ بے اعتباری ہے اس طرح سے تو ہمارے اندر دوری پیدا ہوگی اور ہمارے اندر رنجشیں بڑھیں گی اور ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں گے تو یاد رکھیں کہ اگر تعلقات خراب ہوتے ہیں اور اگر تعلقات خراب ہوں گے تو تب ہوں گے جب قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے نہ کہ قرآن کریم پر عمل کرنے سے‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 565)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض اور ادا کرنے میں بہت اچھا ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الصدقات باب حسن القضاء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

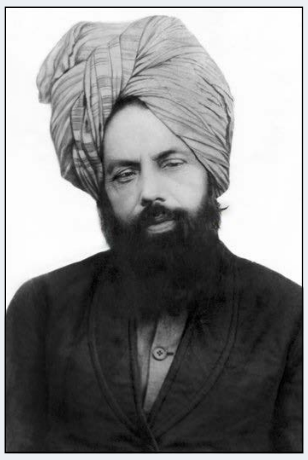

ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے پانچ سو روپیہ قرض لیا تو اس کے بعد آپؑ نے ان کو خط لکھا کہ ’’باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپے آں محب کا قرض دینا ہے مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضے کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے میرا حافظہ اچھا نہیں یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے تا حتی الوسع اس کا فکر رکھ کر توفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں تا میں اس فکر میں لگ جاؤں کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے‘‘

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 448)

اس شمارہ میں

- ’’سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے‘‘ (منظوم)
- الفضل سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کی آراء وتبصرے
- امام المقربین کی علامات
- سال نو پر ملنے والا سب سے خوب صورت پیغام

دربارِ خلافت

شہید کا مقام تب ملتا ہے

جب انسان تکلیف برداشت کر کے خدا تعالیٰ کی عبادت کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ شہید کا مقام تب ملتا ہے جب انسان تکلیف برداشت کر کے خدا تعالیٰ کی عبادت کرے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 276)

ہر دنیاوی آرام کو خدا تعالیٰ کی رضا اور اُس کی عبادت پر قربان کر دے۔ اور نہ صرف قربان کرے بلکہ اُس مقام تک پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے اس عمل سے ایسا سکون ملے، اس عبادت میں اُسے ایسا مزا آ رہا ہو کہ جیسا کہ شہد کی مٹھاس سے مزا آتا ہے۔ ایک مومن کی نماز اور عبادتیں، نماز پڑھنے کی طرف توجہ یا عبادتوں کی طرف توجہ کسی مجبوری کے تحت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل کی وجہ سے ہو۔ اس لئے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر وہ فعل جو خدا تعالیٰ کی خاطر کیا جا رہا ہو، خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ رضا جو ہے یہ پھر شہادت کا مقام دلاتی ہے۔ اسی طرح ہر برائی جو انسان اس لئے چھوڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور مَیں نے اُس کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو پختہ کرنا ہے، خدا تعالیٰ کی کیونکہ ہر اچھے اور برے فعل پر، ہر عمل پر نظر ہے اور میری یہ بری عادت یا بد اعمال خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے موجب ہو سکتے ہیں۔ تو پھر یہ بات نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کو برائیوں سے روکے گی بلکہ نیکیوں کی طرف بھی متوجہ کرے گی۔ خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین میں پختگی پیدا ہو گی اور یہی ایک انسان کی زندگی کا مقصد ہے، ایک مومن کی زندگی کا مقصد ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

’’عام لوگ تو شہید کے لئے اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقی موت سے مر جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 253)

یہاں ایک حدیث بھی بیان کر دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن مرنے والوں کو شہداء کے زُمرہ میں شامل کیا گیا ہے، وہ پانچ ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ وبا میں ہلاک ہونے والا، پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا، ڈوب کر مرنے والا، کسی عمارت کی چھت وغیرہ کے نیچے دب کر ہلاک ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والا۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان، باب فضل التہجیر الی الظہر 653)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔‘‘ یعنی یہ تو ظاہری موت کی وجہ سے شہادت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کے اور بھی مقام ہیں جو ہر مومن کو تلاش کرنے چاہئیں۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ ’’میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اس کا جسم کاٹا جاوے کچھ اَور بھی ہے۔ اور وہ ایک کیفیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے۔‘‘ (شروع میں مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ دعا کرو کہ وہ لوگ جو عمل صالح کرنے والے ہیں، اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ہیں، وہ نبی ہوتے ہیں یا صدیق یا شہید یا صالحین۔ تو فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس سے دُوسرے درجے پر ہوتا ہے۔ اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں، یعنی وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے اور صالح بھی ہوتا ہے۔ لیکن صدیق اور شہید دو الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق، شہید ہوتا ہے یا نہیں؟ وہ مقام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ سمجھا جاتا ہے، وہ ان دونوں مقاموں پر اپنے رُتبہ اور درجہ کے لحاظ سے جدا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ کامل طور پر اور اپنے اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہوتے ہیں۔ کوئی خوف اور رجاء اُن اعمالِ صالحہ کے صدُور کا باعث نہیں ہوتا۔‘‘ (کسی وجہ سے نہیں ہو رہے ہوتے) ’’بلکہ وہ اُس کی فطرت اور طبیعت کا جُزو ہو جاتے ہیں۔ تکلّف اُس کی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے۔‘‘ (دنیا داری میں ہم دیکھتے ہیں۔ آپ نے مثال دی کہ کسی شخص کے پاس کوئی سوال کرنے والا آوے) ’’تو خواہ اُس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو، تو اُسے دینا ہی پڑے گا۔‘‘ (اگر وہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہے، اگر یہ اظہار کر رہا ہے کہ میں بڑا پیسے والا ہوں یا نہیں بھی ہے تو پھر بھی شرم و شرمی کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ فرمایا کہ) ’’اگر خدا کے خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے ہی سہی۔‘‘ (لوگ کیا کہیں گے کہ صاحبِ حیثیت بھی ہے، مگر جو مانگ رہا ہے اُس کو دے بھی نہیں رہا۔) ’’مگر شہید میں اس قسم کا تکلّف نہیں ہوتا۔‘‘ (شہید میں یہ تکلف نہیں ہے) ’’اور یہ قوت اور طاقت اُس کی بڑھتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں بڑھتی جاتی ہے اسی قدر اس کی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا۔‘‘ (ہر قسم کی تکلیف خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنے کے لئے وہ تیار ہو جاتا ہے اور بلا تکلف تیار ہو جاتا ہے، کسی خوف یا کسی انعام کی وجہ سے تیار نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ ’’مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کرے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 253-254)

بقیہ صفحہ 8 پر

’’سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے‘‘

کچھ خدا کے واسطے سوچو کہ کیوں بدحال ہو
کیا تماشا ہے کہ اپنے حال سے بے حال ہو
نعمتیں پا کر ہزاروں پھر بھی خستہ حال ہو
بس بدی اور ظلم کرنے میں ہی مالا مال ہو
وحشت و دہشت کی کچھ بگڑی ہوئی اشکال ہو
اب تو دنیا کے لیے عبرت کے خد و خال ہو
دشمنوں کی سازشوں پر کس قدر پامال ہو
یا تو سودائی ہو یا پھر عقل سے کنگال ہو
’’سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے‘‘

کس سبب سے زندگی بھر ٹھوکریں کھاتے رہے
کیوں فقط تم راستوں میں خواب دفناتے رہے
بعد کی نسلیں تمہاری مان لیں گی ایک دن
ایک مدت سے جسے تم لوگ جھٹلاتے رہے
کیوں بھلا دامن تمہارے خون سے رنگین ہیں
کیوں تمہارے گھر میں سائے بھوت نچواتے رہے
کس ہزیمت سے پڑا پالا کہ شرمندہ رہے
کس کے کہنے پر مقدر تم سے شرماتے رہے
’’سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے‘‘

کون زخموں پر تمہارے درد سے لاچار ہے
کون سچ میں آج مسلم قوم کا غم خوار ہے
کس کے آنے سے خزاں جاتی رہی اسلام کی
کون ہے جو دینِ احمد کا سپہ سالار ہے
گالیاں سن کر دعا دینا ہے کس کا کام آج
کون اب توحید کا سچا علمبردار ہے
ایک مدت سے بلاتا ہے تمہیں اپنی طرف
کون ہے جو وقت کے مہدی کا دعویدار ہے
’’سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے‘‘

مدثر احمد نقاش

اداریہ

الفضل سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کی آراء و تبصرے

قسط دوم

مؤرخہ 8 جنوری 2022ء کے شمارہ میں مندرجہ بالا عنوان سے جب اداریہ طبع ہوا تو سوشل میڈیا کے ذریعہ آناً فاناً دنیا میں پھیلتے ہی اس کی پسندیدگی کے پیغامات آنے لگے اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی۔سو اس درخواست پر ذیل میں ماہ دسمبر میں موصول ہونے والی وہ آراء اور تبصرے دئے جا رہے ہیں جو خاکسار نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ و دعا بھجوا کر آپ کی دعاؤں کے مستحق بنے ہیں۔

*ایک لاجواب تبصرہ

ایک مبلغ سلسلہ نے اس کی مقبولیت کو یوں بیان کیا کہ الفضل آن لائن،الہام حضرت مسیح موعودؑ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کو پورا کرنے کا بھی باعث بن رہا ہے۔جب ہم دنیا کے کناروں میں بیٹھ کر اس کے بعض حصوں کا ترجمہ کرکے ویب سائیٹ، فیس بک،انسٹاگرام اور ٹویٹر پر لگاتے ہیں۔ اور مقامی لوگ اس کو پڑھتے ہیں اور یوں الفضل ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''کی تکمیل کا باعث بن رہا ہے۔الحمد للہ علیٰ ذالک۔

- مکرمہ درثمین خان لکھتی ہیں:

میں نے اپنے لیپ ٹاپ میں الفضل اخبار کے نام کا ایک فولڈر بنایا ہوا ہے روزانہ جیسے ہی اخبار شائع ہوتا ہے میں ڈاؤن لوڈ کر لیتی ہوں۔ پیارا الفضل بہت ساری مفید اچھی مختلف انفارمیشن کا مجموعہ ہے۔ as a chief librarian اپنے users کو مختلف موضوعات پر انفارمیشن دینے کے لیے میرا پیارا الفضل میرے لیے assistant librarian کا کام کرتا ہے۔

- مکرمہ نغمانہ سلیم۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل آن لائن خدا کے فضل وکرم سے بہت شاندار ہوتا جارہا ہے۔ مجھے یہ آسمان پر ''قوس قزح'' کی طرح لگتا ہے۔

- مکرم ڈاکٹر نصیر احمد۔یوکے سے تحریر کرتے ہیں:

مضامین ہمیشہ ہی جاندار اور محرک ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد نمی (یاد دہانی) چاہتے ہیں۔مٹی زرخیز ہے، اذہان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اچھے ہیں، سارے لکھاری اعلیٰ سے اعلیٰ لکھ رہے ہیں۔ اور مالک پھل پھول بھی لگا رہا ہے، الفضل آن لائن روز بروز بہترین ہو رہا ہے۔

- مکرمہ فوزیہ گل۔انڈیا سے تحریر کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کے احسان سے روزہمیں اخبار الفضل کے ذریعہ اپنی تعلیم وتربیت کا موقع فراہم ہوتا ہے *مکرمہ طیبہ چیمہ۔لندن سے لکھتی ہیں:

الفضل 4دسمبر 2021ء میں پیارے آقا کے کسی کو آٹوگراف میں نصیحت کے طور پر لکھے ہوئے الفاظ''اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا'' کو موضوع بنا کر لکھا جانے والا اداریہ گویا ہر احمدی کو خلیفۃ المسیح کا نصیحت آموز پیغام ہے۔ ہم روزانہ اپنے اوپر ہونے والے اپنے مولا کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور کس حد تک اپنے اللہ سے وفا کا تعلق نبھاتے ہیں۔ مجھے دوسروں کا تو علم نہیں لیکن میں نے جب اپنا جائزہ لیا تو اپنے آپ کو بہت کمزور پایا اپنی کمزوریوں پر نظر کرنے کی توفیق ملی۔

- مکرمہ نور النساء تحریر کرتی ہیں:

کچھ ماہ پہلے خدا نے محض اپنے فضل سے الفضل آن لائن پڑھنے کی توفیق دی۔اور پھر کوئی دن نہیں گزرتا کہ یہ مبارک اخبار جو رحمتوں، برکتوں کا ایک علمی خزانہ ہے نہ پڑھا ہو۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس طرح اس کے فضلوں کے نظارے دیکھنے کو مل رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ الفضل کو مزید کامیابی اور ترقیات سے نوازے آمین۔میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ بیان کرسکوں کہ اس بابرکت اخبار کے مطالعہ سے خدا کس طرح میری علمی اور عملی اصلاح فرمارہا ہے۔ ہرمضمون،عنوان بہترین اور ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔خاکسار اپنے بزرگ والد کو بھی الفضل کا پہلا صفحہ سناتی ہے۔ اور گھروالوں کو بھی پڑھ کر سنانے کی کوشش کرتی ہے۔

- مکرم فرحان حمزہ قریشی۔استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں:

الفضل آن لائن کا معیار دن بدن بہتر سے بہتر ہوتا چلا جارہا ہے۔ روزانہ نئے شمارے کا انتظار رہتا ہے۔اور سوشل میڈیا کے ذریعہ جو نئے مضامین کے لنکس نشر کیے جاتے ہیں تو اس سے بھی یاددہانی ہوجاتی ہے۔ تمام مضامین نہایت معلوماتی اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ اور بفضل اللہ تعالیٰ ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز الفضل آن لائن سے ہر احمدی کا تعلق بڑھتا جا رہا ہے اور میرے عزیز و اقارب اور دیگر دوست احباب اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ شوق سے الفضل پڑھتے ہیں اور اس کے لئے مضامین لکھتے اور ارسال کرتے ہیں۔ یہ ہر احمدی کے دل کی آواز ہے اور خلافت احمدیہ کی عظیم نعمت سے احمدیوں کو جوڑنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ فالحمدللہ۔

- مکرمہ زاہدہ راحت۔بریمٹن کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل آن لائن کا معیار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دن بدن عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ ترین ہوتا جارہا ہے۔ اور الفضل کے قارئین کی دلی محبت اس بابرکت اور پسندیدہ اخبار میں بڑھتی جارہی ہے۔ بہت ساری خوبیوں کے علاوہ ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ اس اخبار میں ہر ایک کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور جو لکھا ہوا مواد آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے آپ اپنے اخبار میں اشاعت کا موقع ضرور دیتے ہیں۔

- مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا تحریر کرتے ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن بفضل خدا دن بہ دن ترقی پذیر ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خلیفہ وقت کی راہ نمائی اور دعاؤں سے الفضل آن لائن میں ایسے متنوع مواد کی اشاعت اسے روز بروز مقبول بناتی جارہی ہے اور قارئین اسے اپنا اخبار سمجھ کر اپنے اپنے رنگ میں شامل ہوتے جارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

- مکرم ظریف احمد۔میری لینڈ جماعت سلور سپرنگ امریکہ تحریر کرتے ہیں:

ماشااللہ روزنامہ الفضل روحانی مائدہ تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ ماشااللہ دیدہ زیب رنگ برنگے پھولوں سے بھی مزین ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت میں اضافہ کرتا چلا جائے، آمین۔

- مکرمہ منزہ سلیم۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

میں اور میرے آباء الفضل اخبار سے بے انتہا محبت کرنے والے اور ہمیشہ ہی استفادہ کرنے والے رہے ہیں۔ میری والدہ فرحت سکینہ اختر صاحبہ (مرحومہ) کا وطیرہ تھا کہ روزانہ نماز فجر پڑھ کر تلاوت قرآن پاک اونچی آواز میں کرتیں اور اس کے بعد اخبار الفضل اونچی آواز میں پڑھ کر سب بچوں کو سناتیں۔ اور اس روحانی مائدہ سے بہت سے غیر احمدی ہمسائے بھی مستفید ہوتے تھے۔قصہ مختصر گھر میں باآواز بلند تلاوت قرآن کریم اور بعد ازاں اخبار کا مطالعہ دائیں بائیں چاروں طرف جہاں تک انکی آواز پہنچتی تھی تبلیغ کا ذریعہ بنا رہا۔ ہمارا بچپن لڑکپن اخبار سنتے اور جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو خود پڑھتے ہوئے گزرا۔ اور اب تک پڑھ رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہمارے ابا جان (مرحوم) اپنے بہت سے غیر احمدی دوستوں کو اخبار باقاعدگی سے پڑھنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ بعض دوستوں نے باقاعدہ اخبار لگوا رکھا تھا اور وہ الفضل کا مطالعہ کر کے ابا جان سے مختلف موضوعات پہ گفتگو کرتے بلکہ چند ایک تو خلیفہ وقت کی خدمت میں خطوط بھی ارسال کرتے تھے۔

- علامہ محمد عمر تماپوری۔کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا لکھتے ہیں:

آپ کا اداریہ ''جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے تکبر اور غرور کی بجائے عاجزی و انکساری اپنانے کی اہمیت''موجودہ تناظر میں اس قدر اہم اور ضروری تھا کہ بہت سوں کی آنکھیں کھل گئیں۔جو غفلت میں تھے وہ بیدار ہوئے۔خود ہی اپنا محاسبہ کرنے لگے۔اپنے اداریہ میں قرآن کریم،احادیث شریف،اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے حوالہ جات سے جو باتیں کہی ہیں وہ سیدھے دلوں میں اتر جاتی ہیں۔انسان کو جھنجھوڑ دیتی ہیں۔لاریب ''من مدحك بما ليس فيك فقد زمك''

(ابو سعید)

ایس اے ثاقب

امام المقربین کی علامات

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپؑ فرماتے ہیں:

’’یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خداتعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں ہی امامت کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الٰہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ہر ایک چرند اور پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی ہے جس کے بارے میں خداتعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خداتعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی۔ ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے:

اول۔قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس پر آیت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا پورے طور پر صادق آ جانا ضروری ہے۔

دوم۔قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو۔ اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جاوے یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اس کے علوم اور معارف کی پیروی کریں اور اس کے نور کے پیچھے چلیں تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے جو اس کام کیلئے ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ قوت پیشروی۔ غرض یہ کوئی عارضی منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے بلکہ جس طرح دیکھنے کی قوت اور سننے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الٰہی امور میں سب سے اول درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہی معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

تیسری قوت بسطت فی العلم ہے جو امامت کیلئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں۔ اسی لئے خداتعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو اور اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔ اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے۔ اور وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے مگر دوسرے ملہموں اور زاہدوں کیلئے اس قسم کی بسطت علمی ضروری نہیں کیونکہ نوع انسان کی تربیت علمی ان کے سپرد نہیں کی جاتی۔ اور ایسے زاہدوں اور خواب بینوں میں اگر کچھ نقصان علم اور جہالت باقی ہے تو چنداں جائے اعتراض نہیں کیونکہ وہ کسی کشتی کے ملّاح نہیں ہیں بلکہ خود ملاح کے محتاج ہیں۔ ہاں ان کو ان فضولیوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ ہم اس روحانی ملاح کی کچھ حاجت نہیں رکھتے ہم خود ایسے اور ایسے ہیں۔ اور ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ضرور ان کو حاجت ہے جیسا کہ عورت کو مرد کی حاجت ہے۔ خدا نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جو شخص امامت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اگر وہ ایسا دعویٰ زبان پر لائے گا تو وہ لوگوں سے اسی طرح اپنی ہنسی کرائے گا جیسا کہ ایک نادان ولی نے بادشاہ کے روبرو ہنسی کرائی تھی اور قصہ یوں ہے کہ کسی شہر میں ایک زاہد تھا جو نیک بخت اور متقی تو تھا مگر علم سے بے بہرہ تھا اور بادشاہ کو اس پر اعتقاد تھا اور وزیر بوجہ اس کی بے علمی کے اس کا معتقد نہیں تھا۔ ایک مرتبہ وزیر اور بادشاہ دونوں اس کے ملنے کیلئے گئے اور اس نے محض فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل دے کر بادشاہ کو کہا کہ اسکندر رومی بھی اس امت میں بڑا بادشاہ گذرا ہے تب وزیر کو نکتہ چینی کا موقعہ ملا اور فی الفور کہنے لگا کہ دیکھئے حضور فقیر صاحب کو علاوہ کمالات ولایت کے تاریخ دانی میں بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کے رو سے بھی ہیئت کے رو سے بھی، طبعی کے رو سے بھی، جغرافیہ کے رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی اور نقلی بناء پر بھی اور امام الزمان حامی بیضۂ اسلام کہلاتا ہے۔ اور اس باغ کا خداتعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کر دے اور صرف یہ نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراضات دور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے۔ پس ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خداتعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اور کسی کیلئے جائز نہیں ہوتا کہ اس سے جدائی اختیار کرے کیونکہ وہ خداتعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اور اسی کے انفاس طیبہ کفرکش ہوتے ہیں۔ وہ بطور کل کے اور باقی سب اس کے جز ہوتے ہیں۔

او چو کل و تو جزئی نے کلی
تو ہلاک استی اگر از وے بگسلی

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلا پیش آ جاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خداتعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور بسا اوقات ان کی وحی اور الہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی اور بسا اوقات ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں۔ اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے۔ لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آ جاتا ہے۔

پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہے۔ اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آ پڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو۔ اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو۔

خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور ان کی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الٰہی آرادے اور رنگ پکڑتے ہیں یہاں تک کہ قضاء و قدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جس طرح تپ کا مادہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر مسہل کی دوا بھی خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی اس مادّہ کو باہر نکالتی ہے۔ ایسا ہی مردان خدا کے اقبال علی اللہ کی تاثیر ہوتی ہے۔

؎ آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست
فانی است و دستِ او دستِ خداست

اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا۔ لیکن جب موسیٰ سے بلعم کا مقابلہ آپڑا تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے اور بد بخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اس کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھ کر ہے جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہو گا تو بے شک یہ ہلاک ہو جائے گا اور اس وقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا۔ اور یہ تو ایک بلعم تھا مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیّت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز درپردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہو سکتا ہے اور وہ آیت عَلٰی اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ کے نیچے آ سکتا ہے مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقف مطلع کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ بعض پادری صاحبان نے اپنی تصنیفات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس واقعہ کی تفسیر میں کہ جب ان کو ایک پہاڑی پر شیطان لے گیا۔ اس قدر جرأت کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی بات نہ تھی جس کو دنیا دیکھتی اور جس کو یہودی بھی مشاہدہ کرتے بلکہ یہ تین مرتبہ شیطانی الہام حضرت مسیح کو ہوا تھا جس کو انہوں نے قبول نہ کیا مگر انجیل کی ایسی تفسیر سننے سے ہمارا تو بدن کانپتا ہے کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام۔ ہاں اگر اس شیطانی گفتگو کو شیطانی الہام نہ مانیں اور یہ خیال کریں کہ درحقیقت شیطان نے مجسم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے جو پرانا سانپ ہے فی الحقیقت اپنے تئیں جسمانی صورت میں ظاہر کیا تھا اور وجود خارجی کے ساتھ آدمی بن کر یہودیوں کے ایسے متبرک معبد کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا جس کے اردگرد صدہا آدمی رہتے تھے تو ضرور تھا کہ اس کے دیکھنے کیلئے ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے بلکہ چاہئے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے جس کے وجود کے کئی فرقے منکر تھے۔ اور شیطان کا دکھلا دینا حضرت مسیح کا ایک نشان ٹھہرتا جس سے بہت آدمی ہدایت پاتے اور رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو دیکھ کر اور پھر اس کو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے ضرور حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں شیطانی الہام کہہ سکتے ہیں مگر میرے خیال میں یہ بھی آتا ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں بہت سے شریر انسانوں کا نام بھی شیطان رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کے لحاظ سے مسیح نے بھی ایک اپنے بزرگ حواری کو جس کو انجیل میں اس واقعہ کی تحریر سے چند سطر ہی پہلے بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان ٹھٹھے اور ہنسی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا ہو گا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اس کو بھی شیطان کہہ دیا ہو گا اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں۔ اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو جو عمداً یا دھوکہ کھانے سے لکھ دیا ہو۔ کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں باہمی اختلاف بھی ہے۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہو گئی۔ جیسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے ہیں ایسی غلطیاں حواریوں کی سرشت میں تھیں کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ ان کی عقل باریک نہ تھی۔ ان کے حالات ناقصہ کی خود حضرت مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت اور عملی قوت میں بھی کمزور تھے۔ بہرحال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ ان کے دل کے نزدیک آ بھی جائے تو جلد تر وہ شیطانی خیال دور اور دفع کیا جاتا ہے اور ان کے پاک دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا قرآن شریف میں اس قسم کے وسوسہ کو جو ایک کم رنگ اور ناپختہ خیال سے مشابہ ہوتا ہے طائف کے نام سے موسوم کیا ہے اور لغت عرب میں اس کا نام طائف اور طَوف اور طَیّف اور طَیُف بھی ہے۔ اور اس وسوسہ کا دل سے نہایت ہی کم تعلق ہوتا ہے گویا نہیں ہوتا۔ یا یوں کہو کہ جیسا کہ دور سے کسی درخت کا سایہ بہت ہی خفیف سا پڑتا ہے ایسا ہی یہ وسوسہ ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دل میں اسی قسم کے خفیف وسوسہ کے ڈالنے کا ارادہ کیا ہو۔ اور انہوں نے قوت نبوت سے اس وسوسہ کو دفع کر دیا ہو۔ اور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا ہے کہ یہ قصہ صرف انجیلوں میں ہی نہیں ہے بلکہ ہماری احادیث صحیحہ میں بھی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

عن محمد بن عمران الصیرفی قال حدثنا الحسن بن علیل العنزی عن العباس بن عبدالواحد۔ عن محمد بن عمرو۔ عن محمد بن مناذر۔ عن سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار۔ عن طاؤس عن ابی ھریرة قال جاء الشیطٰن الی عیسٰی۔ قال الست تزعم انك صادق قال بلٰی قال فاوف علی ھذہ الشاھقة فالق نفسك منھا فقال ویلك الم یقل اللّٰہ یا ابن ادم لا تبلنی بھلاكك فانی افعل ما اشاء۔ یعنی محمد بن عمران صیرفی سے روایت ہے اور انہوں نے حسن بن علیل عنزی سے روایت کی اور حسن نے عباس سے اور عباس نے محمد بن عمرو سے اور محمد بن عمرو نے محمد بن مناذر سے اور محمد بن مناذر نے سفیان بن عیینہؓ سے اور سفیان نے عمرو بن دینار سے اور عمرو بن دینار نے طاؤس سے اور طاؤس نے ابوہریرہ سے کہا شیطان عیسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تو گمان نہیں کرتا کہ تو سچا ہے۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں شیطان نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اس پہاڑ پر چڑھ جا اور پھر اس پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تجھ پر واویلا ہو کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی موت کے ساتھ میرا امتحان نہ کر کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ شیطان ایسی طرز سے آیا ہو گا جیسا کہ جبرائیل پیغمبروں کے پاس آتا ہے۔ کیونکہ جبرائیل ایسا تو نہیں آتا جیسا کہ انسان کسی گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر آتا ہے بلکہ اس کا آنا عالم ثانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پھر شیطان جو کمتر اور ذلیل تر ہے کیونکر انسانی طور پر کھلے کھلے آ سکتا ہے۔ اس تحقیق سے بہرحال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوّت نبوت اور نورِ حقیقت کے ساتھ شیطانی القا کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا اور اس کے ذب اور دفع میں فوراً مشغول ہو گئے۔‘‘

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 478 تا 486)

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

سالِ نَو پر ملنے والا سب سے خوب صورت پیغام

نئے سال پر مبارکباد کے بے شمار پیغامات ملے سب نے اپنے خلوص اور تعلق کا اپنے اپنے انداز میں اظہار کیا۔خیر کی دعائیں نیک تمنائیں نثر نظم میں بھیجی گئیں۔ اکثر پیغام فارورڈ کئے ہوئے تھے ان سے خوش رنگ پھول تو مل جاتے ہیں مگر ان میں ذات کی خوشبو نہیں ہوتی۔ اس لئے رسمی طریق سے بھیجے گئے پیغام رسمی طریق سے ہی دیکھے جاتے ہیں۔ٹوئٹر پر مبارک صدیقی صاحب نے مبارک باد دینے والوں کو اپنے منفرد انداز میں نظر آیا

؎ جانتا ہوں تجھے اے دنیا میں
اس قدر بھی مبارکیں نہ دیں
تیری باتوں میں آنے والا نہیں
سال بدلا ہے میرا سالا نہیں

- **ٹوئٹر پر آپا صفیہ سامی صاحبہ نے لکھا**

’’میرے تمام اپنوں اور سب پڑھنے والوں کو دل کی گہرائی سے نیا سال مبارک ہو میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ڈھیروں خوشیاں اور سکون دے اور صحت مند رکھے تمام تکلیفوں، بیماریوں اور پریشانیوں سے بچائے۔ بچوں کی ڈھیروں خوشیاں نصیب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی دعائیں قبول فرمائے آمین‘‘

میں نے سالِ نَو پر بے تحاشا جشن مسرت منانے والے لوگوں کے لئے ٹویٹ کیا

؎ سال نو سب کو مبارک ہو دعا دیتے ہیں
ایک ہنگامے سے اور جشن سے ہوتا کیا ہے
رسم چل نکلی ہے ہم اس کو نبھا دیتے ہیں
ایک ہندسے کے سوا اور بدلتا کیا ہے

- **واٹس ایپ پر کچھ پیغام راستہ روک کے کھڑے ہو گئے دیکھے بنا آگے جانے نہیں دیا۔ امۃ الرشید صاحبہ نے آزاد کشمیر سے دعا دی:**

’’میری طرف سے آپ کو نیا سال مبارک ہو اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ صحت و تندرستی سے رکھے ہر خوشی دے اور ہر غم سے دور رکھے۔ آپ کا ہر دن اور ہر لمحہ بابرکت بنا دے اپنی رضا سے اور اپنی وسیع رحمتوں سے نوازے آپ کو حسنات الدنیا والآخرۃ سے نوازے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین‘‘

- **ایک پیار بھرا پیغام مکرمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ کی طرف سے ملا:**

’’کیا حال ہے آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ نیا سال آپ سب کو مبارک ہو۔ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ کرے کہ یہ نیا سال حقیقتًا ہم سب کے لئے بلکہ ساری جماعت کے لئے اور ساری انسانیت کے لئے برکتوں کا سال ہو، دکھوں اور غموں سے نجات کا سال ہو۔حضرت مسیحِ پاکؑ کے پیغام کا ہر خاص و عام تک پہنچنے کا سال ہو۔

اللہ کی رحمتوں بے بہا برکتوں کا نزول ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان سلامت رکھے اور اپنی محبت ہمارے دلوں میں ڈالے۔ اور ہم پر رحم فرمائے شیطان کے شر سے ہر آن محفوظ رکھے۔ اَللّٰھُمّ بارك لنا فیھا۔‘‘آمین ثم آمین

- **اب وہ پیغام لکھتی ہوں جو سب سے اچھا لگا۔ یہ آسٹریلیا سے مکرمہ نبیلہ گلفام کی طرف سے تھا**

’’قابل صد احترام بہت پیاری باری آپا جان،

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے سب پیاروں کے لئے نیا سال بہت مبارک کرے آمین۔

اس نئے سال کے پہلے دن اور گزشتہ سال کا آخری عشرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت کا پیغام مختلف لوگوں تک پہنچانے کی توفیق ملی الحمدللہ علی ذالك۔

2005ء کے جلسہ سالانہ پر پیارے آقا کے محبت بھرے پیغام میں یہ حکم بھی تھا کہ کنٹری سائیڈ کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے اس کی تعمیل میں سال کے آخر پر مرحوم امیر صاحب سے میں نے درخواست کی کہ اگر مجھے جماعت کے تعارف کے ساتھ نئے سال کی مبارکباد کے کارڈز دے دئے جائیں تو میں ان شاءاللہ یہ کام کروں گی۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے ہمارے مرحوم امیر صاحب کی جنہوں نے یہ بندوبست کیا اور میں نے اپنے بچوں کو وقف نو کا یونیفارم پہنا کر گاڑی چاکلیٹ اور تحائف سے بھری اور کنٹری سائیڈ گھر گھر جاکر پیارے امام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ دربدر فقیروں کی طرح پھر کر سچے دین کی اشاعت کا کام کریں پوری کرنے کی ایک چھوٹی سی کوشش الحمدللہ 17 سال سے کر رہی ہوں پہلے چھوٹے بچوں کے ساتھ کیا اب بچے ماشاء اللہ جوان ہو چکے ہیں یہ کوشش جاری ہے۔ ویسے تو ہر سال اپنی مجلس کے تمام سکولز ’آفسز‘ میڈ کل سنٹرز ’نرسنگ ہومز‘ چلڈرن ہسپتال میں اور اپنے 40 ہمسائیوں کو پیغام حق دیتی ہوں۔ اس کے ساتھ ایک دو دن لانگ ڈرائیو پر کنٹری سائیڈ گھر گھر جا کر لٹریچر دیتے ہیں اس بار ہم نے سوچا کہ ایک پورے ٹاؤن میں ہر گھر کے دروازے تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ دو بیٹے عزیزم احتشام احمد اور عزیزم ہشام احمد ہمارے ساتھ تھے۔ الحمدللہ

Linden, اور St Houbart Island کے ہر گھر میں پیغام پہنچایا اور بہت اچھے لوگوں سے رابطہ ہوا۔اسی طرح Bendeena کے قریباً 300 گھر کمیونٹی سنٹر اور تمام شاپس پر جماعت کے کارڈ تعارف کے ساتھ پمفلٹ دئے۔ Katoomba میں 100 لوگوں تک پہنچے وہاں کچھ لوگوں نے چاکلیٹ لینے سے انکار کیا اور کچھ نے صرف کارڈز لے لئے لیکن پمفلٹ نہیں لئے جس پر بچوں کو پریشانی ہوئی لیکن انہیں سمجھایا کہ ذرا طائف کا سفر ذہن میں لائیں آپ کے نہ کوئی غنڈے پیچھے دوڑے نہ پتھر پڑے نہ خون سے جوتے بھرے اور نہ باغ میں پناہ لینی پڑی۔

الحمد اللہ بچوں نے جوش جذبے سے کام کیا۔ اور آئندہ کے لئے ارادہ کیا کہ اب اسی طرح ہر چھٹی پر وہ ایک ایک علاقہ تک پیغام پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول کرے اور لوگوں کے دل نرم کرے اور وہ شرک سے بچ جائیں اور ہمیں آئندہ بھی اس سے کہیں بڑھ کر اس کی توفیق ملے آمین اللّھم آمین‘‘

اس رپورٹ نما پیغام سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ ماشاء اللہ کیسا حسین نیا سال منایا اس خاتون نے۔لگتا ہے اسی مجنوں قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں جس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا ؎

مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

فقہی کارنر

نوٹوں پر کمیشن

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ نوٹوں کے بدلے روپیہ لینے یا دینے کے وقت یا پونڈ یا روپیہ توڑانے کے وقت دستور ہے کہ کچھ پیسے زائد لیے یا دیئے جاتے ہیں کیا اس قسم کا کمیشن لینا یا دینا جائز ہے؟ فرمایا: یہ جائز ہے اور سود میں داخل نہیں۔ ایک شخص وقتِ ضرورت ہم کو نوٹ بہم پہنچا دیتا ہے یا نوٹ لے کر روپیہ دے دیتا ہے تو اس میں کچھ ہرج نہیں کہ وہ کچھ مناسب کمیشن اس پر لے لے۔ کیونکہ نوٹ یا روپیہ یا ریزگاری کے محفوظ رکھنے اور تیار رکھنے میں وہ خود بھی وقت اور محنت خرچ کرتا ہے۔

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

رپورٹ: صفوان احمد ملک۔نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

بیت السبوح جرمنی میں خدام الاحمدیہ کے تحت حفاظتی ٹیکوں کا انتظام

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ دور مسیح محمدی ﷺ کا بابرکت دور ہے جو حکم وعدل اور مبشر ونذیر بن کر آنحضرت ﷺ کی نیابت میں مبعوث ہوئے۔اسی دور میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے پیارے بندے سے ایمان لانے والوں کے متعلق بے شمار خوشخبریوں کا وعدہ فرمایا وہاں منکرین کے لئے مختلف انذار بھی موجود ہیں جن میں زلزلے، طوفان، سیلاب اور مہلک بیماریاں وغیرہ شامل ہیں۔مگر انبیاء کی ہمیشہ سے ہی یہ شان رہی ہے کہ وہ عام خلق اللہ کے لئے مادر مہربان کی طرح ہوتے ہیں اور کبھی نہیں چاہتے کہ ان کی وجہ سے کوئی روحانی وجسمانی طور پر ہلاک ہو بلکہ اُن کا مقصد حیات تو احیائے موتی یعنی روحانی و جسمانی بیماروں کا علاج کرنا ہوتا ہے اور ان سے شفقت ومہربانی سے پیش آنا ہوتا ہے۔جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ

''یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ''

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے۔

(تذکرہ صفحہ 73-74 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس اس رحمت نے جہاں روحانی بیماروں کے لیے آپؑ کے دل میں درد پیدا کیا ہوا تھا وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جسمانی اور مادی ضرورتوں کے لئے بھی آپؑ دعا اور تدبیر کے لئے ہر وقت اور ہر لحہ تیار رہتے تھے۔

اپنے آقا کی پیروی میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مندرجہ بالا شعر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہوئے دکھی انسانیت کی خدمت کو اپنا اولین فرض سمجھتی ہے۔بوڑھے، بے گھر افراد کو کھانا کھلانا ہو یا گرم کپڑے مہیا کرنے ہوں یا عطیات خون دینے ہوں۔خواہ سیلاب زدگان کی مدد کرنا ہو یا وبائی امراض سے بچاؤ کی تدابیر کرنی ہوں غرضیکہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست راہنمائی میں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے اپنی بساط کے مطابق مصروفِ عمل ہے۔

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ آج کل ''کرونا وباء'' نے پوری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اللہ جانے اور کتنا عرصہ اس وباء کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑے گا عام انسان تو ایک طرف بڑی بڑی جابر حکومتوں نے بھی اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے اور وہ بھی اس بیماری کے سامنے بے بس و مجبور نظر آ رہی ہیں۔پوری دُنیا اس وقت معاشی ومعاشرتی طور پر مشکلات کا شکار ہے ہر ملک میں حفاظتی ٹیکے لگوانے کا عمل اس قدر آسان نہیں لوگوں کو ڈاکٹرز سے اپوائنٹمنٹ لینے میں بعض اوقات کافی وقت لگ جاتا ہے اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی ''حب الوطن من الایمان'' کے تحت اپنی استعدادوں کے مطابق خدمت خلق کے لئے اپنے آپ کو حکومت وقت کی مدد کے لئے پیش کرتی رہی ہے۔زیر نظر رپورٹ بھی خدمت خلق اور ''حب الوطن من الایمان'' کی ایک زندہ مثال ہے۔مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو ماہ دسمبر 2021 میں 4دن یعنی مورخہ 11-12اور 18-19 کو صبح 9بجے سے رات 9بجے تک بلاتخصیص مذہب وملت کرونا سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے لگانے کی مہم چلانے کی توفیق ملی۔قارئین الفضل کی معلومات کی خاطر خاکسار نے مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی سے اس مہم کی غرض وغائت اور تفصیلات دریافت کیں تو انہوں نے بتایا کہ جون، جولائی میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی یہ خواہش تھی کہ ہم حفاظتی ٹیکے لگانے میں جرمن ادارہ صحت کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ دن بدن سماجی پابندیوں میں ناگزیر اضافے کی وجہ سے لوگوں میں خوف وہراس کے علاوہ بے چینی پائی جارہی ہے اور حفاظتی ٹیکے لگوانے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔خدمت خلق کے اس جذبے کی تکمیل کے لئے تقریباً ہر عاملہ میٹنگ میں اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا۔دیکھنے میں آیا ہے کہ گرمیوں میں عموماً کرونا سے متاثرین کی تعداد میں واضح کمی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے اس مہم کو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر ہوتی گئی لیکن جیسے ہی سردیاں شروع ہوئیں مریضوں کی تعداد میں یک لخت بہت زیادہ اضافہ ہوا تو مکرم کمال احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی اور مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب کو اس کا ناظم مقرر فرمایا نیز صدر صاحب نے فرمایا کہ اس کام کے لئے قائدین مجالس سے مدد لی جائے اور انہی کے سپرد کام کئے جائیں۔کمیٹی کے قیام کے بعد ایک خادم مکرم ڈاکٹر ثاقب چیمہ صاحب ابن مکرم منور احمد چیمہ صاحب سے رابطہ کیا گیا اور اُن سے حفاظتی ٹیکوں کی مہم کے بارے تفصیلی گفتگو ہوئی۔یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی کمپنی رجسٹر کروائی ہوئی ہے اور اسی کمپنی کے الحاق سے اس خدمت کا بیڑا اُٹھایا گیا۔مکرم ڈاکٹر صاحب نہ صرف خود صبح سے شام تک خدمت میں مصروف رہے بلکہ اپنے عملے کو بھی ساتھ لائے۔اسی طرح احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی کا تعاون بھی شامل حال رہا جنہوں نے احمدی ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کے انتظام میں مدد فرمائی۔

ٹیکے لگانے کا انتظام بیت السبوح کے مردانہ سپورٹ ہال میں نہایت منظم طریق پر میڈیکل کے تمام اصولوں اور یورپین معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا تھا۔ڈاکٹرز اور سٹاف کے استعمال کی مطلوبہ اشیاء وافر مقدار میں موجود تھیں۔ہال کے اندر قالین بچھائے گئے۔قطاریں اور نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے لوہے کے دیدہ زیب اسٹینڈز کی مدد سے راہداریاں بنائی گئیں نیز ٹیکہ لگانے کے لئے 10بارہ عارضی کیبن تیار کئے گئے۔مکرم سجاد صاحب نے بتایا کہ تمام ضروری چیزیں تو ہمارے پاس تھیں لیکن کیبن بنانے کے لئے ہمارے پاس سامان نہ تھا۔ان کا انتظام کرنے کی ڈیوٹی ایک مخلص خادم مکرم ولید احمد صاحب کے سپرد کی اس نوجوان نے اللہ کے فضل سے دن رات پورے جرمنی میں ان کی تلاش کی اور بالآخر فرینکفرٹ سے تقریباً 150 کلومیٹر دور سے یہ کیبن لیکر آئے۔فجزاھم اللہ۔

اس مہم کی تیاری صرف ایک ہفتے کے اندر اندر کی گئی۔اسی دوران ویب سائٹ تیار کی گئی تا کہ لوگ آن لائن اپنا اندراج کر کے تشریف لائیں۔خدام الاحمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ کے علاوہ اس مہم کی سوشل میڈیا اور اخبارات کے ذریعہ بھی تشہیر کی گئی لیکن ایک بڑی تعداد اُن احباب کی بھی تھی جنہیں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے لوگوں نے از خود مطلع کیا تھا کہ جماعت احمدیہ سے ٹیکہ لگوائیں یہاں بہت عمدہ انتظام اور اچھے لوگ ہیں نیز انتظار کی زحمت بھی نہیں اٹھانی پڑتی۔

ان چار دنوں میں بیت السبوح کے اندر اور باہر جلسے کا سماں تھا خوب گہما گہمی رہی احباب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد جرمن احباب وخواتین کی تھی جو حفاظتی ٹیکے لگوانے کے لئے تشریف لائے تھے۔آنے والے مہمانوں کے داخلے کے لئے بیت السبوح کا عقبی دروازہ استعمال کیا گیا۔بیت السبوح کے باہر جگہ جگہ خدام راہنمائی کے لئے کھڑے تھے۔داخلی و خارجی دروازوں پر بھی خدام ڈیوٹی پر موجود تھے جو آنے والے احباب کو خوش آمدید کہتے اور جاتے وقت شکریہ ادا کرتے۔رجسٹریشن واندراج کے لئے خیمہ جات لگا کر انتظام کیا گیا تھا جہاں آنے والے احباب کے نام لکھے جاتے، حفاظتی ٹیکوں والے کارڈز پر اندراج کیا جاتا اور انہیں اپنی باری کا انتظار کرنے کے لئے کہا جاتا انتظار گاہ کو بھی بڑی خوبصورتی سے تیار کیا گیا تھا جہاں کرسیاں میز لگائے گئے اور مہمانوں کے لئے ہر وقت چائے، کافی، بسکٹ اور کیک وغیرہ کا انتظام موجود تھا۔سردی سے بچنے کے لئے ہیٹرز بھی لگا رکھے تھے اسی طرح بعض جماعتی فلاحی سرگرمیوں کے پوسٹر و بینرز بھی معلومات کے لئے لگا رکھے تھے تا کہ احباب وخواتین فارغ وقت میں جماعت کا تعارف حاصل کرتے رہیں۔ڈاکٹرز کے لئے بھی میز لگائے گئے جہاں ڈاکٹرز ٹیکہ لگوانے والے کے کاغذات چیک کرتے اور انہیں بعض ضروری طبی معلومات دینے کے بعد کیبن میں بھجوا دیتے جہاں پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے خدام انہیں ٹیکہ لگاتے اور مزید 15منٹ آرام کرنے کا کہتے اس دوران بھی لوگ چائے کافی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

مکرم سجاد صاحب نے مزید بتایا کہ دو ہفتے قبل مجلس خدام الاحمدیہ نے بیت السبوح میں عوام الناس کی سہولت کے لئے مفت کرونا ٹیسٹ کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے اس کے لئے مستقل طور پر ایوان خدمت کے اندر انتظام کیا گیا ہے تاہم اس مہم کے دوران بیت السبوح کے شمالی جانب خیمہ لگا کر یہ سنٹر برقرار رکھا گیا یہاں سے ٹیسٹ کروانے والے احباب پہلے اپنے

کوائف خدام الاحمدیہ کی بنائی ہوئی ایپ کے ذریعہ بھجواتے ہیں اور اُسے دکھا کر ٹیسٹ کرواتے ہیں جس کا نتیجہ متعلقہ شخص کو بذریعہ ای میل بھجوایا جاتا ہے۔ اس طرح بھی جرمن احباب کو جماعت کا مؤثر تعارف ہو رہا ہے۔

مکرم سجاد حیدر صاحب نے مکرم ڈاکٹر ثاقب چیمہ صاحب کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے جولائی 2021ء میں Impfpraxis ہی کے نام سے ایک ادارہ رجسٹر کرایا ہے اور فرینکفرٹ Frankfurt شہر میں اس کا دفتر قائم کرکے کام کا آغاز کیا تھا اور اب تک ہزار ہا افراد کو کامیابی کے ساتھ کرونا کے حفاظتی ٹیکے لگا چکے ہیں۔ اس ادارے کے ذریعہ ٹیکے لگانے کا مختلف جگہوں پر انتظام کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں جرمنی کے شہر Würzburg میں پانچ ہزار افراد کو ٹیکے لگائے گئے۔ اسی طرح ایک اور گاؤں میں ایسا ہی پروگرام کیا گیا جس کی آبادی گو کہ بہت کم تھی مگر وہاں جب لوگوں کو ٹیکے لگانے شروع کئے گئے تو ہمارے اس فلاحی پروگرام کا سن کر آس پاس کے دیہاتوں سے بھی لوگ آنا شروع ہوگئے۔ بیت السبوح میں ہونے والے اس پروگرام کا خیال بھی صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو اسی وجہ سے آیا کہ لوگوں کو اس وقت بہت پریشانی کا سامنا ہے اور انہیں متعلقہ سنٹرز میں لمبے انتظار کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس لئے احباب جماعت اور جرمن احباب کو جس قدر ممکن ہو اس معاملے میں سہولت مہیا کی جائے۔ چنانچہ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی کے ساتھ مل کر اس کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس کا اشتہار عام دیا گیا جسے پڑھ کر عام جرمن لوگ بھی یہاں ٹیکہ لگوانے تشریف لائے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ احباب جماعت سے زیادہ تعداد میں آئے۔ چنانچہ ان دونوں میں 7000 سے زائد افراد نے اس سہولت سے استفادہ کیا کہیں بھی لمبی لمبی قطاریں نہیں لگیں۔ اس خدمت کے لئے مجموعی طور پر 20 ڈاکٹرز صاحبان اور 30 پیرامیڈیکل سٹاف کے علاوہ نظم وضبط، نظافت وضیافت وغیرہ کے لئے 70 سے زائد خدام نے ڈیوٹی دی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب نے آخر پر بعض خدام کا بڑے پیارے انداز میں خصوصی ذکر کیا کہ ان نوجوانوں نے اس ہنگامی مہم کی کامیابی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ سب کو اخلاص و وفا میں بڑھائے اور انہیں دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

ان خدام میں مکرم طلحہ طاہر صاحب قائد مجلس Rodgau، مکرم ارسلان صادق صاحب قائد مجلس Friedberg، مکرم محمود کاہلوں صاحب قائد مجلس Flörsheim، مکرم انیب بیگ صاحب قائد مجلس Limburg نے اپنی اپنی ٹیموں کے ساتھ بہت عمدہ اور مثالی خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح مکرم نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مکرم اُسامہ خان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے جنہوں نے مجموعی طور پر اس مہم کی نگرانی اور جملہ انتظامات میں مدد فرمائی اسی طرح انہوں نے کہا کہ میں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کا بھی ممنون احسان ہوں جنہوں نے بے پناہ مصروفیت کے باوجود قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ جماعت جرمنی کی اس خدمت اور خاموش تبلیغ کو منظور فرمائے۔ آمین۔ اللہ کے فضل سے یہ پروگرام ہماری توقع اور سوچ سے زیادہ کامیاب رہا جس کا اندازہ جرمن لوگوں کے تاثرات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو ہدیہ قارئین الفضل کئے جاتے ہیں۔

ایک جرمن فیملی ٹیکہ لگوانے کے بعد بیان کرتی ہے کہ ہم بہت خوش ہیں کہ ہمارا استقبال بہت شاندار انداز میں کیا گیا۔ ڈاکٹر نے ہمارے ساتھ بہت اچھے اور نرم انداز میں گفتگو کی اور سمجھایا۔ جنہوں نے ٹیکہ لگایا وہ بھی نفیس اور رحم دل معلوم ہو رہے تھے۔ ٹیکہ لگنے کے بعد جو آپ لوگوں نے ہمیں مفت چائے کافی وغیرہ پیش کی تو اس نے ہماری حیرانی میں اضافہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ بہت خوشی بھی ہوئی کہ آپ غیروں کے لئے کس قدر خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اب ہم اپنے عزیز رشتہ داروں اور قریبی دوستوں کو بھی اطلاع کرنے لگے ہیں کہ وہ بھی یہاں آکر اس عمدہ اور دوستانہ ماحول سے لطف اندوز ہوں اور ٹیکے بھی لگوائیں۔

اسی طرح ایک فیملی Wolf نے اپنے تاثرات میں لکھا کہ آپ نے بہت عمدہ انتظامات کئے ہیں۔ یہاں پر جتنے احباب ڈیوٹی دے رہے ہیں وہ سب کے سب بہت اچھے اور عمدہ اخلاق کے مالک نظر آ رہے ہیں۔

پرتگال کے ایک پروفیسر صاحب نے اپنے تاثرات قلم بند کرتے ہوئے لکھا کہ بہت عمدہ سروس، لاجواب لوگ اور پورا ماحول انتہائی دوستانہ ہے۔

ایک جرمن خاتون نے لکھا تو کچھ نہیں لیکن تاثرات والی نوٹ بک پر 5 ستارے بنا کر آگے لکھا کہ ٹپ ٹاپ۔ (یعنی بہت عمدہ اس سے بڑھ کر میرے پاس کوئی دنیاوی آلہ نہیں جس سے اس محنت اور انتظامات کو سراہا جاسکے)۔

بے شمار لوگوں کے تاثرات اسی قسم کی باتوں کے گرد ہی گھومتے رہے کہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ انتظامات بہت اچھے ہیں۔ ڈیوٹی والے خدام بہت اچھے انداز میں گفتگو کرتے ہیں اور ان کے لب ولہجے میں تمکنت اور احساس ہمدردی نمایاں نظر آتا ہے۔ پیشہ وارانہ مہارت، تیزی اور جانفشانی کے ساتھ ہر بندہ کام میں مصروف ہے ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر اپنی خدمت پوری ایمانداری سے ادا کر رہا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدمت کرنے والے تمام حضرات قابل تقلید نمونہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔

ایک خاتون Astrid karoline lamm صاحبہ نے لکھا کہ میں اس وقت بہت روہانسی ہو رہی ہوں اور ایسی خدمت دیکھتے ہوئے میرے آنسو نکلنے کو ہیں جس طرح آپ لوگوں نے میرا خیال رکھا اور آپ کے کاموں میں انتہائی پیشہ وارانہ مہارت نظر آرہی تھی کسی بندے کو انتظار کی زحمت نہیں اٹھانا پڑی ہر کام تیزی اور پھرتی سے کرتے ہوئے نوجوان نظر آئے اور اس بات نے بھی مجھے بہت متاثر کیا کہ عورتوں اور مردوں کے ساتھ یکجا رواداری کا سلوک روا رکھا گیا اور میری نظر میں Integration کی یہ عملی تصویر ہے جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جارہی ہوں۔

ایک خاتون نے بتایا کہ اس جگہ پر آنا ہی بذات خود ہمارے لئے بہت عمدہ تجربہ رہا یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔

ایک جرمن دوست نے یوں لکھا کہ سروس اچھی۔ لوگ اچھے۔ کام انتہائی پیشہ وارانہ سب سے بڑھ کر بہت عمدہ، مسحور کن اور پرسکون ماحول تھا۔

ایک جرمن شخص نے ایک خادم کو بتایا کہ میں نے اخبار میں اشتہار دیکھنے کے بعد فوری طور پر آن لائن بکنگ کی جو چند منٹوں میں ہوگئی اور یہاں آکر بھی میں حیران ہوں کے مجھے کسی قسم کا انتظار نہیں کرنا پڑا۔ پیشہ وارانہ مہارت نظر آرہی ہے۔ آپ کی ساری ٹیم ہی شکریہ کی مستحق ہے۔

مجموعی طور پر اسی قسم کے تاثرات تھے جو لوگوں نے لکھے اور بعض نے ڈیوٹی پر موجود خدام سے بیان کئے بے شمار لوگوں نے ہمارے متعلق پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ اس قسم کے احباب کو جس قدر ممکن ہوا اختصار کے ساتھ جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ گہری دلچسپی لینے والے احباب وخواتین کو جوابات دینے کے لئے مربیان کرام بھی موجود تھے، جنہیں اسلام کی اچھی اور خوبصورت تعلیم پیش کرنے کی توفیق ملی۔ لوگوں نے اظہار بھی کیا کہ ہمارے خدشات تھے کہ مسلمانوں کی مسجد ہے پتہ نہیں کیسے لوگ ہوں کوئی شرارت یا فساد برپا نہ ہوجائے لیکن بہت ہی پرسکون ماحول تھا۔ الحمد للہ کہ سوفیصد لوگ مطمئن رہے اور اسلام کی خوبصورت تصویر اپنی آنکھوں میں بسا کر واپس لوٹے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے دور رس نیک نتائج عطا فرمائے۔ اور جملہ کارکنان ومعاونین کو اپنی جناب سے اخلاص

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ایک طرح ایک حقیقی مومن کے لئے ایک تکلیف ہوتی ہے، اُس مومن کے لئے جو شہادت کا درجہ پانے کی خواہش رکھتا ہے۔ پس یہاں مزید فرمایا کہ اصل شہادت دل کی کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیت خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یقین جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میرے ہر کام پر خدا تعالیٰ کی نظر ہے اور ہر کام مَیں نے خدا تعالیٰ کے لئے کرنا ہے۔ پھر ایسے مومن سے، ایسے شخص سے اعلیٰ اخلاق اور اچھے اعمال اصل رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے کرنے کی وجہ دنیا دکھاوا نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا یہ حصول بھی صرف کوشش سے نہیں ہوتا بلکہ ایک حقیقی مومن کی فطرت اور طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے۔ جب وہ مسلسل اس بارے میں کوشش کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے علاوہ کسی بات کا اُسے خیال ہی نہیں رہتا۔ مثلاً اگر جماعت کی خدمت کا موقع مل رہا ہے اور اس کو احسن طریق پر کوئی بجالا رہا ہے، کام کر رہا ہے تو اس لئے نہیں کہ میری تعریف ہو بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اس لئے کہ یہ خدمت ایسی گھٹی میں پڑ گئی ہے کہ اس کے بغیر چین اور سکون نہیں ہے۔ بعض لوگ جب اُن سے خدمت نہیں لی جاتی تو بے چینی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ جیسے کوئی فقیر یا مانگنے والا اگر کسی کے پاس جائے تو اکثر اُس فقیر کو کوئی دنیادار جس کے پاس وہ جاتا ہے، کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ لیکن اُس میں عموماً دکھاوا ہوتا ہے، لیکن شہید کا یہ مقام نہیں۔ شہید یہ نیکی اس لئے کر رہا ہوتا ہے کہ اُس کی نیک فطرت اُسے نیکی پر مجبور کرتی ہے اور فطرتی نیکی کی یہ طاقت وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ کسی نیکی کے کرنے، کسی خدمت کے کرنے پر کبھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں نے کوئی بڑا کام کیا ہے، مجھے ضرور اُس کا بدلہ یا خوشنودی کا اظہار دنیاوالوں سے ملنا چاہئے۔ کیونکہ جماعت کی ہے تو ضرور مجھے عہدیدار ان اُس کا بدلہ دیں۔ نہیں۔ بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام ہونا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 14 دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: احمد فراز ۔صدر احمدیہ مسلم جماعت لتھوانیا

دوسری سالانہ امن کانفرنس لیتھونیا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لتھوانیا کو 11 دسمبر بروز ہفتہ دوسرا انٹرنیشنل پیس سمپوزیم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔اس پروگرام کی کل حاضری 44 رہی جس میں جماعت لتھوانیا اور لاٹویا سے کل 15 احباب جماعت اور 29 غیر از جماعت مہمانان نے شرکت کی جن میں اسلام، عیسائیت اور بہائی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔پروگرام میں 6 ممالک کی نمائندگی تھی جس میں لتھوانیا، لاٹویا، پاکستان، انڈیا، آذربائیجان اور تاجکستان شامل ہیں۔پروگرام کے دوران تقریباً 90 کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے کیا گیا اور لوکل زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔جس کے بعد بہائی مذہب سے تعلق رکھنے والے دو مہمانان Mr. Raimondas Lougaudas اور Mr. Vaidotas Matūtis نے امن کی ضرورت اور اہمیت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اس کے بعد مکرم و محترم بشارت احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ و صدر احمدیہ مسلم جماعت لاٹویا نے امن کے قیام کے لئے عدل و انصاف اور برداشت کے بارہ میں پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سے اقتباسات پیش کئے۔اس کے بعد Mrs. Vitalija Počiūtė نے عیسائیت کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بھائی چارہ، محبت اور ایک دوسرے کی مدد کے ذریعہ امن کو قائم کرنے کے حوالہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔بعدازاں Mr. MirzoRaheem Kuzuo نے تاجک کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے امن کی ضرورت کے حوالہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔آخر میں خاکسار احمد فراز مبلغ سلسلہ نے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب The Golden Principles for World Peace سے اقتباسات پیش کئے جس میں پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن کے بارہ میں بیان فرمودہ نصائح اور ہدایات سامعین کے سامنے پیش کی گئیں۔

تقریر کے بعد خاکسار نے دو کتب Women in Islam اور Our Teaching کا تعارف لوکل زبان میں پیش کیا۔ان کتب کا ترجمہ ایک لتھوانین احمدی خاتون مکرمہ انگریدا عائشہ قمر صاحبہ نے کیا جبکہ ڈیزائننگ اور تیاری کے مراحل میں مکرم شہزاد کاشف صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لتھوانیا اور مکرم مسرور احمد قمر صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لتھوانیا نے بھرپور تعاون کیا۔

پروگرام کے اختتام پر ایک تنظیم کی ہیڈ Mrs. Liudmila Bykovsky نے جماعت کی امن کے قیام کی کوششوں اور خدمتِ خلق کے جذبہ کو سراہتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اظہارِ تشکر پر مبنی ایک سرٹفیکیٹ بھی پیش کیا۔

پروگرام میں شریک ایک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ حقیقی رنگ میں امن کے قیام کی کوشش کر رہی ہے اور اس پروگرام میں مختلف مذاہب کو ایک ساتھ امن کے قیام پر بات کرتے سن کر بہت اچھا لگا۔

پروگرام کے اختتام پر ریفرشمنٹ کا انتظام موجود تھا تمام مہمانان کی چائے، کافی، جوس، بسکٹ اور کیک سے تواضع کی گئی۔تمام انتظامیہ نے پروگرام کی تیاری میں نہایت اخلاص اور جذبہ کے ساتھ تعاون کیا۔

آج کی دعا

وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(الاحقاف:16)

ترجمہ: اور میرے لئے میری ذرّیت کی بھی اصلاح کر دے۔یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

یہ قرآن مجید کی اصلاحِ اولاد کی اہم دعا ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

(خطبہ جمعہ 14؍ جولائی 2017ء)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ اولاد کے حق میں دعائیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں (آپ کا یہ منظوم کلام بھی دعاؤں کا خزانہ ہے)

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

مرسلہ: مریم رحمٰن

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، نمائندہ الفضل آن لائن برائے کینیڈا

برکاتِ خلافت

خلافت اور خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟

برکات خلافت گنوانے سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ خلافت اور خلیفہ کا کیا مطلب ہے۔خلافت کسی پیشرو کی جانشینی کو کہتے ہیں اور خلیفہ بعد میں آنے والے یعنی جانشین کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو کسی دوسرے شخص کی نیابت میں یا اس کی عدم موجودگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے کام کو اسی طرح سے اور اسی نہج پر آگے بڑھائے جس طرح وہ شخص چاہتا ہے یا اگر خود موجود ہوتا یا زندہ ہوتا تو آگے بڑھاتا۔قرآن کریم، احادیثِ نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔خلافت کی مختلف صورتیں ہیں۔اوّلین طور پر انبیاء علیہم السلام کو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنایا گیا۔اس کے بعد بعض انبیاء بھی بعض کے خلیفہ بنے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور ایک حدیث کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاءؑ ایک دوسرے کے خلیفہ ہوا کرتے تھے۔اس کے علاوہ غیر انبیاء بھی انبیاء کے خلفاء رہے ہیں جس طرح خلفائے راشدین آنحضرت ﷺ کے خلیفہ تھے۔مسلمان صوفیاء میں بھی ان کی زندگی اور وفات کے بعد ان کے خلفاء کا تقرر کیا جاتا رہا ہے۔آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے بعد، جس میں ظاہری و روحانی دونوں خلافتیں جمع تھیں، آنحضرت ﷺ کی روحانی خلافت شروع ہوئی اور مجدّدین آنحضرت ﷺ کے روحانی خلیفہ بنے۔آخری زمانہ کیلئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو آنحضرت ﷺ نے اپنا خلیفہ قرار دیا جو کہ اس امّت کے لئے خاتم الخلفاء ہیں۔اب کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو آپؑ میں سے ہے اور آپؑ کے عہد پر قائم ہے۔آپؑ نے اپنے بعد ایک دائمی قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے قیام کی بشارت دی۔ چنانچہ یہ وہی خلافت ہے جو قیامت تک رہنے والی، مسلسل اور دائمی ہے۔اگرچہ نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ خلافت راشدہ کے بعد کاٹ کھانے والی اور جوروجبر والی ملوکیت ہوگی لیکن بنوامیہ اور بنوعباس کے ادوار میں اور ان کے بعد بھی ظالم و جابر عیاش مسلمان حکمرانوں نے خود کے لئے خلیفہ کا لقب اختیار کرلیا اور اب غیر احمدیوں کے نزدیک بادشاہ اور خلیفہ ہم معنی الفاظ بن کر رہ گئے ہیں اور اب وہ مسلمان حکمرانوں کی سلطنت کے احیاء کو ہی احیائے خلافت سمجھتے ہیں۔ خلافت کے معنی سے آگاہی کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع یعنی برکاتِ خلافت کی طرف آتے ہیں اور خلافت کی بے پایاں برکات میں سے چند کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

خلافت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اظہار ہے

آیتِ استخلاف کے مطابق خلافت ایمان اور اعمال صالحہ کا انعام ہے۔یعنی خلافت اپنی ذات میں ایک انعام ہے اور انعام اُسی کو دیا جاتا ہے جس سے کوئی راضی اور خوش ہو۔چنانچہ خلافت اللہ تعالیٰ کی مؤمنین صالحین پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اظہار ہے۔اس سے بڑی کیا برکت ہوسکتی ہے کہ ہمارا خدا ہم سے راضی اور خوش ہو،جس کی سب سے بڑی شہادت یہی ہے کہ ہم میں بفضلہ تعالیٰ وبحمدہٖ خلافت قائم ہے۔

خلافت الٰہی تعلق کے تسلسل کا نام ہے

ہم جانتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ خلیفہ اللہ بناتا ہے۔یہ امر نہایت بابرکت اور باعثِ مسرت ہے اور احمدیہ مسلم جماعت کی ایک امتیازی شان ہے کہ ہمارے درمیان ایک ایسا شخص نہ صرف موجود ہے، بلکہ مسلسل ہماری رہنمائی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ اور تائید یافتہ ہے۔ غیروں کے ہاں ایسا کوئی ایک بھی شخص نہیں جو یہ دعویٰ کرسکے کہ اسے امامت وخلافت کی یہ قمیض خدا نے پہنائی ہے۔اس حبل اللہ کے ذریعہ افراد جماعت اللہ سے ایک مضبوط تعلق قائم کرتے ہیں اور یہی الٰہی تعلق دین کی روح، بنیادی اینٹ اور تمام برکات کا موجب ہے جس کے بغیر دین کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔

اتحاد

اسلام محض عبادات و رسومات کے مجموعہ کا نام نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کو وحدت کی ایک لڑی میں پروکر ان میں اتحاد قائم کرنا اور انہیں ایک امّت بنانا اس کا بنیادی مقصد ہے۔قرآن و سنّت اور احادیث کے ساتھ ساتھ علمائے سلف اس پر زور دیتے اور اس کے حصول کے لئے مسلمانوں کو وعظ وتلقین کرتے رہے ہیں۔ان تصریحات سے یہ بات بھی واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ مقصد ایک متحد جماعت اور اس کے واجب الاطاعت امام کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔خلافتِ احمدیہ کی دیگر بے شمار برکات میں سے ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی، علمی، قلبی اور ذہنی اتحاد قائم ہے جس کی واحد وجہ ہمارے درمیان ایک واجب الاطاعت خلیفہ کا موجود ہونا ہے۔جماعت اپنی تبلیغی کاوشوں کے ذریعے لوگوں کے محض عقائد ہی تبدیل نہیں کرتی بلکہ بیعت سے پہلے ایک دوسرے سے اجنبی افراد کو بیعت کے ذریعہ ایک دوسرے کے ساتھ متحد کردیتی ہے۔ یہ اتحاد کسی ایک خطہ، علاقے یا ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں احمدیہ مسلم جماعت قائم ہے اور قائم ہورہی ہے وہاں وہاں افراد جماعت میں قدرتی اور فطری طور پر یہ اتحاد قائم ہوجاتا ہے۔

نظم

نظم یعنی تنظیم ایک واجب الاطاعت امام کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔بصورت دیگر ہر فرد اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ کے مصداق جو چاہے کہتا رہے اور کرتا رہے۔بے شک علمی سطح اور عقل و دانش مختلف ہونے کے باعث لوگوں کی آراء مختلف ہوسکتی ہیں اور نظام شوریٰ کے تحت وہ پیش بھی ہوتی ہیں لیکن آخری اور حتمی فیصلہ امام جماعتِ احمدیہ کا ہی ہوتا ہے جس کے سامنے ہر فرد سرتسلیم خم کرکے ایک منظم طریقے سے خدمتِ دین انجام دیتا ہے۔یہ نظم بھی خلافت کی ہی ایک برکت ہے۔

اخوّت

اخوّت کے کئی درجے ہوتے ہیں۔انسانی بنیادوں پر جہاں تمام اولادِ آدم یعنی ہر انسان کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا؛ افراد، اقوام و قبائل کو ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا یہاں تک کہ انبیاءؑ کو ان کی منکر و مخالف اقوام کا جن میں وہ مبعوث کئے گئے تھے، بھائی کہا گیا، ایک خاندان اور ایک ہی صُلب سے پیدا ہونے والے افراد کو ایک دوسرے کا بھائی مانا گیا، وہاں تمام مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا ہے اور اسی بناء پر ایک دوسرے کا مال جان اور عزت کو حرام کہا گیا ہے۔بدقسمتی سے غیر احمدیوں میں نظامِ خلافت نہ ہونے کے باعث جہاں اُن میں اتحاد اور نظم مفقود ہے وہاں اخوّت بھی صرف ایک زبانی کلامی بات رہ گئی ہے۔آئے دن غیر احمدی ایک دوسرے کے مال جان اور آبرو کو شیر مادر سمجھ کر لوٹتے اور ہڑپ کرتے ہیں۔بفضلہٖ تعالیٰ احمدیہ مسلم جماعت خلافت کی برکت سے اخوّت کی اس حسین لڑی میں پروئی ہوئی ہے۔اس عالمگیر اخوّت کا اظہار نہ صرف ہر ملک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ میں بلکہ جلسہ سالانہ یوکے میں بڑی شان سے نظر آتا ہے جس میں ہر قوم رنگ نسل اور زبان کے افراد بشاشت بھرے چہروں اور محبت بھرے جذبات کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔

خوف کی امن سے تبدیلی

خلافت کی برکات میں سے ایک اہم برکت یہ ہے کہ اس کے افراد من حیث الجماعت امن میں زندگی گزارتے ہیں اور جب کبھی بھی خوف کے سائے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں یا کوئی عاقبت نااندیش حکمران احمدیہ مسلم جماعت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے اس کی خوف کی حالت کو جلد ہی امن مین بدل دیتا ہے۔ پاکستان کے حالات کے ساتھ ساتھ 11/9 کے بعد کے حالات و واقعات بھی اس بات کی قوی شہادت دیتے ہیں کہ جہاں دنیا بھر میں عموماً اور مغربی ممالک میں خصوصاً غیر احمدیوں کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھا جانے لگا اور انہیں دہشتگرد قرار دیا جانے لگا وہاں احمدی مسلمان خلافت کے حصار میں ہونے کے باعث امن و عافیت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت کا سایہ تا قیامت قائم رہے گا، ہمیں ایسے صاحب ایمان اور اعمالِ صالحہ کرنے والا بنائے رکھے جو اس انعام کے ہمیشہ مستحق اور مورد رہیں۔آمین!

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل اخبار اسم بامسمّی ہے

- محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا لکھتے ہیں کہ

مجریہ 14 دسمبر 2021ء میں واضح طور پر یہ اعلان ہوا ہے ’’ادارہ الفضل نے کچھ عرصے سے چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ کے عنوان سے تربیتی وعلمی معلومات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جو قارئین کی محفل میں بہت پذیرائی حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اس کا مقصد یہ تھا معاشرہ میں پائے جانے والے ایسے امور جو آپ کے مشاہدات میں روزانہ آتے ہیں اور ان کا اسلامی تعلیم سے دور دور کا تعلق نہیں ان کی نشاندہی کی جائے۔ مگر قارئین نے اس عنوان کے تحت قرآنی آیات، احادیث، اور ارشادات مسیح موعود علیہ السلام بھجوانے شروع کر دیئے۔ جن کی طرف بعض قارئین نے توجہ دلائی کہ یہ چھوٹی بات کے زمرے میں نہیں آتیں اور وہ واقعتاً نہیں آتیں۔ لہٰذا قارئین کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ اپنے مشاہدات پر مشتمل اچھے امور یا کسی قوم کی اچھی باتیں بھجوائیں۔ قارئین کو اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

۔۔۔۔۔ مخالفین و معاندینِ احمدیت بارہا یہ اعتراف کر چکے ہیں اور آج بھی کرتے آ رہے ہیں کہ ہم احمدیہ جماعت کی دیگر باتوں کو تسلیم نہیں کرتے لیکن اس جماعت میں دو ایسی امتیازی خوبیاں ہیں جو کسی اور جماعت اور فرقہ میں نہیں پائی جاتیں اور اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے ایک یہ کہ یہ ایک منظم جماعت ہے اور دوسرا اطاعت گزار اور فرمانبردار جماعت ہے۔ اپنے خلیفہِ وقت کی من وعن اطاعت کرتی ہے نہ صرف خلیفہِ وقت کی اطاعت بلکہ ان کے ماتحت جو نظام اور عملہ ہے اسکی بھی مکمل اطاعت کرتی ہے۔ یہ بہت بڑا اقرار اور اعتراف ہے۔ الفضیلۃ ما شھدت بہ الاعداء یہ حق پر مبنی شہادت ہے اس میں دو رائے نہیں۔ اس لیے ہم میں سے ہر احمدی کو یہ امر پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ دو ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جو دنیا بھر کی کسی مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں نہیں پائی جاتی۔ روز اول سے ہی جب سے احمدیہ جماعت کی بنیاد پڑی ہے ہر احمدی کی گھٹی میں پڑی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں۔

’’مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود، سورہ النساء، جلد سوئم صفحہ 319،318 جدید ایڈیشن)

پھر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیارِ اطاعت پر ہوتی ہے جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار میں بھی کمی آتی ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 27 اگست 2004 بحوالہ الاسلام)

آپ نے بہت درست جائزہ لیا ہے اور صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے ’’چھوٹی مگر سبق آموز بات قارئین کی محفل میں بہت پذیرائی حاصل کر رہی ہے‘‘ زمینی حقیقت تو یہ ہے کہ قارئین میں صرف احمدی دنیا نہیں ہے۔ احمدی دنیا سے کہیں زیادہ غیر احمدی دنیا اخبار الفضل میں دلچسپی لے رہی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ الفضل کے بعض اداریے، اداریے نہیں ہوتے بلکہ جیتی جاگتی دنیا کی تصویر ہوتے ہیں۔ مسلسل روزانہ حالات حاضرہ اور عین وقت اور ماحول کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اداریے تحریر کرنا یقیناً جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ بالخصوص یہ اداریہ ’’معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے‘‘ اس کو کس طرح عام پبلش کروں سمجھ میں نہیں آ رہی۔

الفضل کوئی سیاسی اخبار نہیں ہے۔ خالص مذہبی، دینی اور روحانی اخبار ہے اور روئے زمین پر یہ واحد اخبار ہے جو سورج کی روشنی، بادلوں کی بارش اور ہواؤں کی طرح بلا مذہب و ملت ہر قوم کو حقیقی اسلام کی روشنی سے منور کر رہا ہے۔ دنیا کی نظر حقیقی اسلام سے متعارف ہونے کے لیے الفضل پر پڑتی ہے۔ یہ اخبار اسم بامسمّٰی ہے۔ فضل نہیں الفضل ہے۔ عربی لغت کے اعتبار سے الف۔ لام کا لفظ خاص کے لیے آتا ہے۔ قارئین پر خاص فضل کی شعائیں پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ٹیم کو بھی جزائے خیر دے۔ کان اللہ معکم۔

خاکسار، احقر العبد بھی آپ سب کی دعاؤں کا طالب ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالخالق نیّر۔ مبلغ انچارج کیمرون

کیمرون کی جماعتوں میں سیرت النبیؐ کے پروگرام

کیمرون جماعت میں 12 ربیع الاوّل کے حوالے سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام کئے گئے۔اکثر جماعتوں میں انفرادی پروگرام ہوئے۔جن میں لوکل احمدیوں کے علاوہ غیراز جماعت دوستوں نے ہر پروگرام میں شرکت کی۔(افریقہ کے صاف دل مسلمانوں کی اکثریت،جماعت کے پروگراموں میں شرکت کرتی ہے اورمقررین کی تقاریر سے استفادہ کرتی ہے) کیمرون میں انگریزی اور فرینچ دونوں زبانیں بولی جاتی ہیں اور دونوں سرکاری زبانیں ہیں۔اس لیے جماعت کے پروگرام بھی دونوں زبانوں میں ہوتے ہیں۔

ان پروگراموں میں تلاوتِ قرآن شریف اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصائد میں سے اشعار اطفال اور خدام نے پڑھے۔جن میں اکثریت نو مبائعین کے بچوں کی ہے۔ تقاریر انگریزی یا فرینچ میں ہوئیں۔ اورضرورت کے مطابق لوکل زبانوں باموں، فولانی، اور ہاؤس میں تراجم بھی کیے گئے۔ نو مبائعین میں سے آئمہ اور ایسے نوجوان ہیں جو یہ تراجم کرتے ہیں۔

کیمرون کے 10 میں سے 2 ریجنز میں انگریزی اور 8 ریجنز میں فرینچ بولی جاتی ہے۔مسلمانوں کی اکثریت فرینچ بولنے والے ریجنز میں آباد ہیں۔ اسی طرح جماعت کی اکثریت بھی انہی فرینچ ریجنز میں آباد ہے۔

Centeral, West,littoral,North فرینچ بولنے والے علاقوں میں سے 4 ریجنز میں جماعتوں کے سیرۃ النبی کے اجتماعی پروگرام ہوئے۔ ان میں نو مبائعین کے ساتھ غیر احمدی آئمہ اور دوستوں نے بھی شرکت کی۔ جنہوں نے بڑی توجہ سے تقاریر کو سنااور پروگرام کے بعدتبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں جماعت کے پروگرام میں آ کرخوشی ہوئی ہے۔کیونکہ کہ ہمیں یہی بتایا گیا تھا کہ احمدی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور ان کے اپنے نبی ہیں۔ لیکن ہم نے تقاریر میں سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین کہہ کر پکارتے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث پڑھی گئیں۔ جماعت کے پروگرام میں آ کر ہماری بڑی غلط فہمی دور ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ جماعتِ احمدیہ نہ صرف آنحضورؐ پر ایمان لاتی ہے بلکہ بہت زیادہ پیار بھی کرتی ہے۔

ان پروگراموں میں درج ذیل عناوین پر تقاریر کی گئیں۔

- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیرمسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

- اسلام میں عورت کا مقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں کے ساتھ حسنِ سلوک

خلفاءِ احمدیت کی قرآن شریف کی تعلیمات کی روشنی میں امن کے لئے مساعی

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ سے تعلق اور پیار:

ہر پروگرام میں تلاوتِ قرآن شریف اور قصیدہ کے بعد دو عناوین پر تقاریر ہوئیں اور آخر پر سوالوں کے جوابات بھی دئے گئے۔ ان پروگراموں کی صدارت نیشنل صدر صاحب مکرم الحاجی ابراہیم بابا صاحب یا جماعت کے مقامی صدر صاحب نے کی۔ ان پروگراموں میں 2 مربیان اور 9 معلّمین کرام نے تقاریر کیں۔ تمام پروگراموں اور نمازِ ظہروعصر کے بعد تمام دوستوں کے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا جاتا رہا۔

ہر جگہ پر نو مبائعین نے بڑھ چڑھ کر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پروگراموں میں شرکت کی، سینٹرل ریجن کی جماعت بافیہ میں شاملین کی تعداد 400 سے زائد تھی۔ جو باقی جماعتوں میں پراگراموں کی نسبت سب سے زیادہ تھی۔ الحمد للہ علی ذالك

اس مقصد کی مناسبت سے 43000 کی تعداد میں لٹریچر انگریزی اورفرینچ میں شائع کرواکر پورے ملک کی جماعتوں میں تقسیم کروایا گیا۔ غیر احمدی دوستوں اور آئمہ کرام کو بھی دیا گیا۔جن کے ذریعہ سے دور دراز کے علاقوں میں جماعت کا پیغام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ وارفع مقام لوگوں پر واضح ہوا۔

یہ لٹریچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل عناوین سے شائع ہوا۔

Ahmad(AS) in Praise of Muhammad (S.A)

Level saint prophets Muhammad s.a

جاءالمسیحJa Al Masih(A.s)

اسی طرح جماعت کے ہفتہ وار 3 ریڈیو اور 3 ٹی۔ وی پروگراموں میں بھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر انگریزی اورفرینچ کے علاوہ لوکل زبانوں فولانی،باموں،اور ھاؤسا میں لیکچر ھوئے۔ ریڈیو پروگراموں کے ذریعہ سے رددیکھ علاقوں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سیرت اور باکمال کردار کا پیغام پہنچا۔

دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہر احمدی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاعظیم نمونہ اپنےعمل سے دکھانے کی توفیق عطافرمائے اور تمام کیمرون کو احمدیت کے نور سے منّور فرمائے۔آمین

چھوٹی مگر سبق آموزبات

مہمان کا قیام

اسلام میں مہمان نوازی اور اکرام ضیف کی بہت اہمیت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مہمانوں کے اکرام ضیف میں مہمان نوازی کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ کسی کے ہاں مہمان بن کر جانے کے بھی اپنے اخلاقی تقاضے ہوتے ہیں جن کوملحوظ رکھنا بھی مہمان پرفرض ہے تا کہ وہ میزبان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ بنے۔ جب بھی کسی کے ہاں قیام کاارادہ ہو تو آنے سے پہلے اپنے قیام کی مدت واضح کر دینے سے میزبان کو بہت سے غیرضروری مسائل سے بچایا جا سکتا ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

05 فروری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:38	18:13
مدینہ منورہ	05:42	18:10
قادیان	05:56	18:06
ربوہ	05:36	17:46
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:04	17:01